سوال

(189) مسجد کے مدرس پر زکوۃ خرچ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسجد کی انتظامیہ کے پاس زکوۃ، فطرانہ سے پس اندازکی ہوئی رقم موجود ہے اور مسجد میں بسلسلہ ناظرہ قرآن بچوں کی تعلیم جاری ہے، کیا مذکورہ رقم سے مدرس کو تنخواہ دی جا سکتی ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسجد اوراس کے کسی مصرف پر زکوۃ اور فطرانہ کی رقم خرچ نہیں کی جا سکتی، ہاں اگر مدرس غریب و مسکین ہے تو اسے زکوۃ فطرانہ دیا جا سکتا ہے، اس کے لیے مسجد میں بسلسلہ ناظرہ قرآن مدرس ہونا ضروری نہیں۔ کچھ حضرات مصارف زکوۃ میں فی سبیل اللہ کے مفہوم کو اس قدر وسعت دیتے ہیں کہ ہر قسم کے رفاہی کاموں پر زکوۃ صرف کرنے کو جائز خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو زکوۃ کو آٹھ مصارف میں محدود کرنا بے مقصد ٹھہرتا ہے کیونکہ اس طرح فی سبیل اللہ کی مد اس قدر وسیع ہو جاتی ہے کہ ہر قسم کے کار خیر اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ البانی مرحوم لکھتے ہیں :

’’آیت مصارف میں فی سبیل اللہ کی یہ تفسیر کہ اس سے جملہ اعمال خیر مراد ہوں گے، سلف میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو آیت کریمہ میں زکوۃ کو صرف آٹھ مصارف میں محدود کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ‘‘[1]

ہمارے رجحان کے مطابق آیت میں ’’فی سبیل اللہ ‘‘ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے جیسا کہ مختلف احادیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے، کیونکہ اس سے مراد براہ راست اعلاء کلمة اللہ مقصود ہوتا ہے، دینی مدارس بھی اسی مد میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو بھی فی سبیل اللہ میں شامل فرمایا ہے جیسا کہ آپ نے حضرت ام معقل اسدیہ کو اس اونٹ پر حج کرنے کا حکم دیا جسے ان کے شوہر نے فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا، آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ حج بھی فی سبیل اللہ ہے۔ [2]

اس لیے صورت مسؤلہ میں زکوۃ اور فطرانہ کی رقم مسجد میں بسلسلہ ناظرہ قرآن بچوں کو پڑھانے والے مدرس کو نہیں دی جا سکتی۔

---

[1] تمام المنة : ص ۳۸۲۔

[2]ابوداؤد، المناسک : ۱۹۸۹۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:188

محدث فتویٰ